

خوفناک کہانی

ڈریکولا شیطان

تحریر: معظم جاوید بخاری

تحریر: معظم جاوید بخاری

ڈریکولا شیطان



عجیب شور برپا تھا۔ لاشیں زندہ ہو کر خوفناک غراہٹیں نکال رہی تھیں۔ نوجوان لڑکی اور بکھرے بالوں والا نوجوان ایک دوسرے سے پشت ملائے خوفناک نظروں سے ان زندہ لاشوں کو دیکھ رہے تھے جن کی سرخ انگارہ آنکھیں اندھیرے میں بڑی بھیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ جنید بھی سہا ہوا دکھائی دے رہا۔ کچھ دیر پہلے تک کا غم و غصہ اب جھاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا۔ وہ سینکڑوں کی تعداد میں تھے۔ کچھ تو اس کمرے میں تھے اور کچھ دوسری جگہوں سے نکل کر وہاں پہنچ گئے تھے۔ ان لاشوں میں کچھ ایسے تھے جن کے بدن گہرے گلابی تھے اور وہ ننگ دھڑنگ تھے۔ کچھ عورتیں تھیں جنہوں نے سفید لباس پہن رکھا تھا اور ان کے چہروں پر عجیب سی کشش تھی۔ اور کچھ بے ڈھبے بدن کے مالک تھے انہوں نے محض لنگوٹ باندھا ہوا تھا۔ ایک بات ان سب میں مشترک تھی کہ وہ جنید کی طرف لپٹائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ تازہ خون کی مہک انہیں بے چین کئے ہوئے تھے۔ وہ تینوں ایک بڑے گھیرے میں تھے۔ جہاں سے بچ نکلنا آسان بات نہیں تھی۔ جنید جہاں اس آفت کو دیکھ کر پریشان تھا وہیں اسے اس بات پر بھی حیرت ہو رہی تھی کہ وہ ابھی



تک ان پر حملہ کیوں نہیں ہوئے؟ انہیں کس بات کا انتظار تھا؟ اس سوال کا جواب اسے جلد ہی مل گیا جب ہوا میں ایک سیاہ سایہ لہراتا ہوا ان کے سامنے آن کھڑا ہوا۔ وہ سیاہ لباس میں ملبوس خوبصورت شخص تھا۔ جس کے کوٹ کے کالر کھڑے تھے اور فرنیچ کٹ ڈاڑھی سے سجا ہوا چہرہ ایک سرد مسکراہٹ لئے ہوئے تھا۔ اس کی آنکھیں خون کی طرح سرخ تھیں اور جانے کیا بات تھی کہ جنید کو اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

”اس کی آنکھوں میں مت دیکھو۔ یہ ڈریکولا شیطان ہے۔“ لڑکی نے جنید کو جلدی سے تنبیہ کی۔ یہ سن کر جنید نے فوراً آنکھیں اس کے چہرے سے ہٹالیں۔ ڈریکولا نے زوردار قہقہہ لگایا اور ہوا میں تیرتا ہوا ان کے گرد چکر لگانے لگا۔ ”خون آشام افراد کے شکاریوں کا استقبال کیسے کیا جائے؟ یہ سوچنا ذرا مشکل کام ہے۔“ ڈریکولا کی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز فضا میں گونجی۔ ”البتہ اس نوجوان کا خون میرے چیلوں کیلئے آج کی رات کا عمدہ تحفہ ثابت ہوگا جسے تم اپنے ساتھ لائے ہو۔“ بکھرے بالوں والا نوجوان غراتا ہوا بولا۔ ”آج کی رات تمہارے چیلوں کی آخری رات ثابت ہوگی۔ خون پینے کی حسرت ان کے ساتھ ہی دفن کر دی جائے گی۔“

”تمہیں اپنی قوت پر ضرورت سے کچھ زیادہ ہی بھروسہ ہے۔ چلو دیکھ لیتے ہیں کس میں کتنا دم ہے؟“ ڈریکولا نے خونخوار مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ اس سے پہلے کہ شیطانی چیلے ان پر حملہ آور ہوتے۔ حمیرا لپک کر ڈریکولا کے سامنے آگئی۔ اس کا چہرہ بگڑ چکا تھا۔ جسم پر رگیں ابھر کر نیلی پڑ چکی تھیں۔ آنکھوں سے خون کی لکیریں بہہ رہی تھیں۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ خون کے آنسو رو رہی ہو۔ ”آقا! اس شخص نے میرے باپ کو میری آنکھوں کے سامنے ہلاک کیا ہے؟ اس کو سزا دینے کی میں زیادہ حقدار ہوں۔“ حمیرا چیختی ہوئی بولی۔ ڈریکولا نے اس کی طرف دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا۔ اگلے ہی لمحے حمیرا



ایک خوفناک چیخ کے ساتھ جنید پر حملہ آور ہو گئی۔ وہ ہوا میں اڑتی ہوئی جنید کی طرف لپکی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے جنید کا چہرہ جکڑ لیا۔ حمیرا کے نازک ہاتھ اب لوہے کے شکنجوں میں بدل چکے تھے۔ جنید کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے زور لگا کر اسے اپنے جسم سے الگ کرنے کی کوشش کی مگر وہ ناکام رہا۔ حمیرا کے نوکیلے دانت صاف دکھائی دے رہے تھے۔ وہ کسی بھی لمحے انہیں جنید کی شہ رگ میں گاڑ سکتی تھی۔ جنید کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا۔ حمیرا کا آہنی شکنجہ اس کی کنپٹیوں پر دباؤ بڑھا رہا تھا۔ عقب میں ڈریکولا کے قہقہے سنائی دے رہے تھے۔ جب حمیرا جنید پر جھپٹی اسی وقت شکاری نوجوان اور لڑکی کے جسم بھی حرکت میں آ گئے۔ زندہ لاشوں سے ایک خوفناک جنگ کا آغاز ہو چکا تھا۔ پل جھپکتے ہی کئی زندہ لاشے سیاہ دھوئیں میں بدل کر ابدی نیند سو گئے۔ شکاری نوجوان کوشش کر رہا تھا کہ وہ جنید کے قریب پہنچ کر حمیرا کو اس سے الگ کر دے مگر اس کی راہ میں کئی زندہ لاشے تھیں۔

”جنید ہوش میں آؤ! تمہارے پاس بندوق ہے، اسے استعمال کرو۔“ نوجوان لڑکی نے چیخ کر اسے خبردار کیا۔ جنید اس کی آواز سن کر چونک گیا۔ ذہن پر چھانے والے اندھیرے یکدم چھٹنے لگے۔ اس نے اپنی قوت کو جمع کر کے بندوق کے دستے سے ایک زوردار ضرب حمیرا کے بازوؤں پر لگائی۔ پہلی کوشش میں شکنجہ تو نہیں کھلا مگر اس کا دباؤ کم ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ جنید نے پھر دوسری اور تیسری ضرب لگائی تو حمیرا کا شکنجہ کھل گیا اور وہ ہوا میں منہ کے بل اُلٹ گئی۔ جنید نے پھرتی



سے بندوق سیدھی کی اور حمیرا کا نشانہ باندھ کر فائر داغ دیا۔ حمیرا اکمال سرعت سے ہٹ گئی اور فائر نے ایک زندہ لاشے کے پرچے اڑا دیئے۔ جنگ میں تیزی آچکی تھی۔ حمیرا جھپٹ جھپٹ کر جنید کو پکڑنے کی کوشش کرتی رہی مگر وہ نہایت سرعت سے جھکائی دے کر اس کی گرفت میں آنے سے بچتا رہا۔ اس نے کئی بار حمیرا کو نشانہ بنایا مگر ہر بار اسے ناکامی ہوئی۔ کچھ دیر میں زندہ لاشوں کی تعداد میں کمی واقع ہونے لگی۔ یہ دیکھ ڈریکولا نے ایک عجیب سی آواز حلق سے نکالی۔ کچھ ہی دیر کئی نئے لوگ دروازوں سے اندر آنے لگے۔ یہ دراصل ڈریکولا کا مخصوص سگنل تھا جس سن کر اس کے چیلوں نے وہاں پہنچنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر شکاری مہمان کچھ پریشان ہو گئے کیونکہ ہر لمحے میں خوش آشام افراد کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اچانک نوجوان لڑکی کو محسوس ہوا کہ اس کی پشت پر کوئی موجود ہے۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کے ماتھے پر پریشانی کی شکنیں نمودار ہو گئیں کیونکہ ڈریکولا خود اس کے مقابلے میں اتر آیا تھا۔ اس نے ڈریکولا پر حملہ کرنے کی کوشش کی





مگر اسے کامیابی نہ ہوئی کیونکہ اس کے وارڈریکولا کیلئے کوئی معنی نہیں رکھتے تھے۔ اس نے خنجر کی نوک سے کئی حملے کئے مگر ڈریکولا تو ایسے بچ نکلتا جیسے وہ ٹھوس جسم کے بجائے لہراتے ہوئے کپڑے کا بنا ہوا ہو۔ پھر وہ لمحہ آہی گیا جب ڈریکولا نے نوجوان لڑکی کی گردن دبوچ لی تھی۔ لڑکی کو اپنی سانسیں بند ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ اس کی آنکھیں اُبل کر باہر نکل آئیں۔ وہ سخت مشکل کا شکار تھی۔ بکھرے بالوں والا نوجوان اس سے کافی دور زندہ لاشوں کے بیچ میں پھنسا ہوا تھا۔ جنید کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بندوق کا دستہ گھما کر ڈریکولا کے سر پر دے مارا۔ یہ اچانک وار تھا جسے ڈریکولا دیکھ نہ پایا تھا۔ نوجوان لڑکی اس کی گرفت سے نکل گئی وہ جھٹکا کھا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اب وہ خونخوار نگاہوں سے جنید کو دیکھ رہا تھا جو کسی قدر سہا ہوا اور پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ اس طرح کے حالات سے اسے کبھی واسطہ نہیں پڑا تھا۔ وہ تو ایک سیدھا سادا انسان تھا جو صبح نوکری پر جاتا اور چھٹی ہونے پر سیدھا گھر لوٹا تھا۔ لڑائی جھگڑے کی نوبت تو آتی ہی نہ تھی۔ جبکہ یہاں تو پورا میدان جنگ تھا۔ جان بچانے کیلئے لڑنا ضروری تھا۔

ڈریکولا ہوا میں لہرایا اور جھٹکائی دیتا ہوا نیچے آیا۔ جنید نے اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر وہاں سے ہٹنے کی کوشش کی مگر اسے ایسے لگا جیسے زمین نے اس کے قدموں کو پکڑ لیا ہو۔ اگلی سی ساعت میں ڈریکولا اس کے سر پر پہنچ گیا اور اس کا سر اس کی آہنی گرفت میں پھنس گیا۔ ”میرے اہم ساتھی کو ہلاک کرنے کے جرم میں تمہیں مرنا ہوگا۔ مجھے تمہارے لذیذ خون





سے کوئی دلچسپی نہیں۔“ ڈریکولا نے درشت لہجے میں کہا۔ اس نے جنید کو آہنی حلقے میں دبوچ رکھا تھا۔ اس سے پہلے ڈریکولا کے ہاتھ حرکت میں آتے، حمیرا وہاں پہنچ گئی اور اس نے چیخ کر کہا۔ ”آقا یہ میرا شکار ہے۔ اسے میرے حوالے کر دیجئے۔“ ڈریکولا نے اس کی طرف دیکھا اور غصیلے لہجے میں بولا۔ ”پہلی بار تم نے کونسا تیر مار لیا تھا۔ مجھے نہیں لگتا کہ یہ تمہارے بس کی بات ہو۔“ حمیرا کے چہرے پر خوف پھیل گیا اور وہ دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ پھر جانے ڈریکولا کے دل میں کیا خیال آیا تو اس نے جنید کو جھٹک کر حمیرا کی طرف اچھال دیا۔ حمیرا یہ دیکھ کر زوردار آواز میں چیخی اور جنید پر جھپٹ پڑی۔ اس سے پہلے وہ جنید تک پہنچتی۔ بکھرے بالوں والا نوجوان ہوا کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے تیز نوکیلی لکڑی کی نوک حمیرا کے سینے میں عین بیچ میں ٹھونس دی۔ حمیرا نے ہوا میں ہی آخری چیخ ماری اور اس کا بدن سیاہ پر نچے بن کر فضا میں پھیل گیا۔ حمیرا نوجوان شکاری کے ہاتھوں ہلاک ہو چکی تھی۔ جنید یہ سب دیکھ کر بھونچکا رہ گیا۔ وہ حمیرا کو بچانا چاہتا تھا مگر اب تو کچھ باقی نہیں بچا تھا۔ ڈریکولا یہ دیکھ کر طیش میں آ گیا۔ اس سے پہلے وہ ان دونوں پر جھپٹتا۔ نوجوان نے اپنی ساتھی لڑکی کو پکارا۔ وہ اس کا اشارہ سمجھ چکی تھی۔ نوجوان نے ایک بازو کے حلقے میں جنید کو دبوچا اور دوسرے ہاتھ سے لڑکی کو پکڑا اور زور سے اپنا پاؤں زمین پر مارا۔ جنید کو ایسا لگا کہ جیسے مٹی کا شدید گرد و غبار پھیل گیا ہو۔ مٹی اس کی سانسوں میں گھس رہی تھی۔ وہ بری طرح کھانسنے لگا۔ اسے کچھ سبھائی نہیں دے رہا تھا اور نہ ہی دکھائی دے رہا۔ نوجوان کے بازو کے حلقے میں پھنسا ہوا وہ ہوا میں تیر رہا تھا۔ یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ جب اس کے پاؤں زمین پر لگے تو نوجوان





نے اسے چھوڑ دیا اور وہ لہراتا ہوا زمین پر گر پڑا۔ وہ ابھی کھانس رہا تھا۔ مٹی اس کے پھیپھڑوں میں آگ لگا رہی تھی۔
 ”یہ لو! اسے پی لو۔ تمہیں سکون ملے گا۔“ نوجوان لڑکی کی آواز کہیں دور سے آتی ہوئی سنائی دی۔ پھر اس کے ہاتھ میں کچھ تھما دیا گیا۔ جنید کو محسوس ہوا جیسے وہ دوا کی شیشی ہو۔ اس نے بلا سوچے سمجھے شیشی کو منہ سے لگایا اور عجیب سا بد ذائقہ سیال حلق سے اتارنے لگا۔ کچھ دیر میں اس کی کھانسی رُک گئی اور سینے میں لگی آگ بھی سرد پڑنے لگی۔ ہوش و حواس درست ہونے پر اس نے دیکھا کہ وہ اپنے گھر کے دروازے پر موجود تھا۔ نہ جنگل اور وہ پراسرار حویلی۔ سڑک بالکل ویران تھی۔ ہر سونے سناٹا چھایا ہوا تھا۔ وہ تینوں بھوتوں کی مانند وہاں کھڑے تھے۔

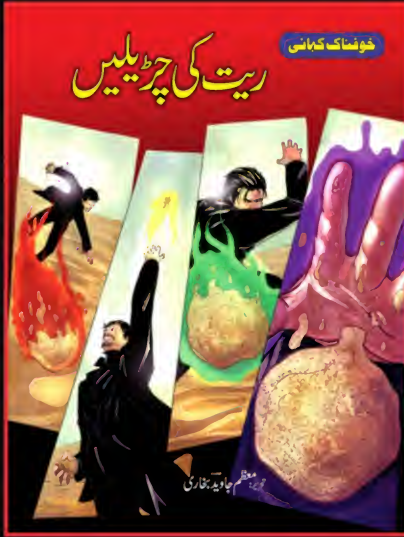
”میرے ساتھی نے عقلمندی کا مظاہرہ کیا جو تمہیں وہاں سے نکال لایا۔ ورنہ حمیرا کے ساتھ ساتھ آج تمہاری موت بھی یقینی تھی۔“ لڑکی نے نرم لہجے میں کہا۔ ”تمہیں اسے اپنے ساتھ لانا ہی نہیں چاہئے تھا۔ اور سنو تم! آج کے بعد ایسی حرکت مت کرنا۔ ہر جگہ کسی کے ساتھ چل پڑنا یا تعلق قائم کر لینا جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔ ہم بھی ویسے ہی لوگ ہیں جیسے اس حویلی میں موجود تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ انسانی خون پیتے ہیں اور ہم جنگلی جانوروں کا۔ ہم ان کے دشمن ہیں اور طاقت کے ان کے ہم پلہ ہیں۔ تم جیسے نادان انسانوں سے ہمارے مشن ناکام ہو جاتے ہیں۔“ شکاری نوجوان کافی غصے میں تھا۔ اس نے جنید کو کھری کھری سناڈا لیں۔

”میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں مگر حمیرا کی واپسی بھی میرے ضروری تھی کیونکہ کل صبح حمیرا کو نہ پا کر جس مشکل کا سامنا



مجھے کرنا پڑتا۔ اس سے تم لوگ شاید واقف نہیں ہو۔“ جنید نے دُکھ بھرے لہجے میں کہا۔ ”کچھ بھی نہیں ہونا تھا۔ حمیرا کل صبح تمہیں ٹھیک ٹھاک وہاں دفتر میں ملتی اگر تم اسے رسیوں باندھ کر نہ رکھتے اور ہمارے آنے سے قبل جانے دیتے۔“
 نو جوان نے منہ بنا کر کہا۔ ”تمہاری وجہ سے ہم خون آشاموں کو ایک بار پھر کھو بیٹھے ہیں۔“ جنید کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا سچ مانے کیا جھوٹ۔ ”تم اس حویلی میں دوبارہ جا کر اپنا مقصد پورا کر سکتے ہو۔“ جنید نے سر جھکا کر کہا۔ ”اب وہاں کچھ بھی نہیں ہوگا۔ سب وہاں سے جا چکے ہوں گے کسی نئے ٹھکانے کی طرف۔ اور ان کا نیا ٹھکانا ڈھونڈنا اتنا آسان نہیں ہوگا۔“ نو جوان لڑکی نے کہا۔ ”حمیرا نے چونکہ پہلی بار خون کا ذائقہ چکھا تھا اس لئے وہ بے خود ہو گئی تھی اور ہم آسانی سے ان کے ٹھکانے پر جا پہنچے۔ پھر کوئی انارٹی خون آشام ہمارے ہاتھ لگا تو ہمیں کامیابی ہو سکے گی۔ اگر ہم تمہیں نہ بچاتے تو ڈریکولا کی موت یقینی تھی مگر ایک انسان کو بچانا بھی ہمارا فرض ہے۔“ یہ کہہ کر وہ دونوں ہوا کی تیزی سے ایک طرف غائب ہو گئے۔ جنید گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا ٹھنڈی آہ بھرتا رہ گیا۔
 (ختم شد)

بچوں کیلئے خوفناک اور سنسنی خیز کہانیاں



فضل الہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور
Ph: 042-37224472

الاسد پبلی کیشنز



AL-Asad
Publications